الولی حیدر آباد

۴۔ تاریخ بغداد (عربی) جلد ۱۱	ابوبکر الخطیب بغدادیؒ	مصر، مطبعۃ السعادۃ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء
۵۔ تاریخ دعوت و عزیمت	ابوالحسن علی ندوی	کراچی مجلس نشریات اسلام ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
۶۔ تبیین کذب المفتری (عربی)	ابن عساکر الدمشقیؒ	دمشق مطبعۃ التوفیق ۱۳۴۷ھ
۷۔ تہذیب المنطق والکلام (عربی)	سعد الدین تفتازانیؒ	کانپور، مطبع نظامی ۱۳۹۱ھ
۸۔ سنن ابو داؤد (عربی)	امام سلیمان بن اشعثؒ	کراچی اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب ۱۹۵۳ء
۹۔ شرح عقائد النسفی (عربی)	علامہ سعد الدین تفتازانیؒ	کانپور، مطبع منشی نولکشور (ت۔ن)
۱۰۔ صحیح البخاری (عربی)	امام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ	لیدن، مطبعۃ بریل ۱۸۶۲ء
۱۱۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (عربی)	تاج الدین السبکیؒ	مصر، مطبعۃ الحسینیۃ (ت۔ن)
۱۲۔ القرآن الحکیم		
۱۳ کتاب اللمع (عربی)	امام ابوالحسن الاشعریؒ	بیروت، مطبعۃ الکاثولیکیۃ ۱۹۵۲ء
۱۳ مسلمانوں کے عقائد و افکار	مولانا محمد حنیف ندوی	لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ جون ۱۹۷۰ء
۱۵ الملل والنحل	علامہ عبدالکریم الشہرستانیؒ	مصر مطبعۃ حجازی ۱۳۶۸ھ
۱۶ وفیات الاعیان (عربی)	علامہ ابن خلکانؒ	مصر مطبعۃ المیمنیۃ ۱۳۱۰ھ

(بقیہ: ریشمی خطوط)

کا باعث بنے مگر اس سازش کی بہت سی کڑیاں تھیں جو بیچ میں ٹوٹ گئی تھیں سخت کوشش کے باوجود حکومت ان کڑیوں کو ملانے میں کامیاب نہ ہو سکی اور ہم لوگوں کو نظر بندی کی سزا دے کر اکتفا کرلیا ان خطوط کی مزید تفصیل درکار ہو تو رولٹ کمیٹی کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے۔

ڈاکٹر وفاراشدی

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ

حیات اور خدمات

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ وہ گوہر گراں مایہ تھے جن پر سرزمین سندھ کو صدیوں ناز رہے گا۔ وہ عربی کے بلند پایہ عالم، فارسی کے یگانہ روزگار فاضل، سندھی زبان کے عاشق و مجتہد، محقق، مؤرخ اور نقادِ عصر تھے۔

علامہ داؤد پوتہ عہدِ برطانیہ کے ان نامور فرزندانِ اسلام میں سے تھے جنھوں نے افلاس و غربت، آلام و مصائب کی فضائیں پرورش پائی لیکن اپنے جہدِ مسلسل اور کوشش پیہم سے سپہر علم و ادب پر روشن ستارہ بن کر چمکے۔ ایسے لوگ ——— "زندہ دار مرد را آثارِ مرد" کے مصداق نامساعد حالات کے باوجود اپنی قوتِ ارادی، جذبۂ خود اعتمادی اور ہمت و جرأت سے کام لے کر طوفانوں سے دیوانہ وار گزر جاتے ہیں اور قومی زندگی کی تاریخ میں جاوداں ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبال نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا تھا ؎

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے، ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

عمر بن داؤد پوتہ ایک کسان گھرانے کے مایہ ناز سپوت تھے۔ ان کے والد محمد داؤد پوتہ خاندان کے ہاری تھے۔ سندھ کے قدیم تاریخی قصبہ ٹلٹی میں رہتے تھے۔ یہ قصبہ تحصیل سیوہن شریف کے جنوب میں واقع ہے سیوہن شریف اس زمانے میں ضلع لاڑکانہ سے ملحق تھا یہ ضلع دادو کی ایک تحصیل ہے۔ عمر بن داؤد پوتہ نے ۲۵ مارچ ۱۸۹۶ء / ۱۳۱۲ھ کو اسی گاؤں میں آنکھیں کھولیں۔

اوائل عمر میں ان کے والد اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے۔ دادا عبدالمطلب نے ان کی پرورش کا بیڑا اٹھایا۔ ابھی نوجوانی کی سرحد میں قدم رکھا ہی تھا کہ دادا بھی ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ گئے سب گھر وبار، بے یار و مددگار تن تنہا زندگی کے پُرخار وریگزار وادیوں میں نئے جذبوں نئے ولولوں کے ساتھ چل پڑے۔ کسی نے سچ کہا ہے

چوں عشق ...... باشد سہل است بیاباں ہا

عمر بن داؤد پوتہ نے ابتدائی تعلیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۵ء میں اے وی اسکول ٹلٹی سندھ مدرسہ لاڑکانہ اور مدرسہ نوشہرو فیروز ضلع نواب شاہ میں حاصل کی۔ مدرسہ نوشہرو فیروز کے پرنسپل خان بہادر قاضی غلام نبی نے لڑکے کو ذہین اور ہونہار دیکھ کر اس کی تعلیم پر خاص توجہ دی ۱۹۱۵ء میں سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۷ء میں بمبئی یونیورسٹی سے میٹرک کیا پورے سندھ میں اول آئے۔ ۱۹۲۱ء میں ڈی۔ جے سندھ کالج کراچی سے فارسی کے ساتھ اول درجے میں بی۔ اے (آنرز) ۱۹۲۳ء میں ایم اے کیا۔ فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کی کالج کی جانب سے ڈکشنر فیلوشپ (ساٹھ روپیہ ماہوار وظیفہ) اور بمبئی یونیورسٹی سے چانسلر گولڈ میڈل کے اعزازات تفویض ہوئے۔ آخرالذکر انعام اس یونیورسٹی کا سب سے بڑا اعزاز تھا انھوں نے اس حقیقت کو ثابت کر دکھایا ہے

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی!

ایام طالب علمی میں عمر بن محمد داؤد پوتہ نے انتہائی ذوق و شوق سے پڑھا۔ شب و روز محنت کی اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے چھوٹے سے چھوٹے کام کیے زیادہ سے زیادہ مشقت کی، کتنا ہی کڑا وقت آیا اپنی عزتِ نفس کو ٹھیس نہ لگنے دی۔ مزدوری اور پرائیویٹ ٹیوشن کے علاوہ چرچ مشن اسکول اور دیگر مدارس میں ٹیچر رہے۔ ڈی جے سندھ کالج کراچی میں عربی انگریزی، فارسی، ریاضی کے معلم اور فیلو بھی رہے۔

ان کی غیر معمولی ذہانت، اعلیٰ تعلیمی صلاحیتوں کے پیشِ نظر حکومتِ ہند نے انھیں اسٹیٹ اسکالرشپ پر ۱۹۲۴ء میں انگلستان بھجوایا۔ ۱۹۲۷ء میں انھوں نے کیمبرج یونیورسٹی کے امپیریل

الولی حیدرآباد

کالج کے زیر نگرانی نہایت محنت اور تجسس سے The Influence of Arabic Poetry on Persian Poetry
(عربی شاعری کا فارسی شاعری پر اثر) کے موضوع پر تحقیقی مقالہ تحریر کیا جس پر انہیں ۱۹۲۷ء
میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری عطا ہوئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ پورے سندھ میں اول
پی ایچ ڈی تھے۔

انگلستان کے دوران قیام پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ، پروفیسر ایڈورڈ براؤن، پروفیسر آر۔
اے نکلسن، پروفیسر کوئیلو کوچ، پروفیسر زننگ، پروفیسر رچرڈس مینوی، پروفیسر
ایف کرنکو، پروفیسر ای بیون، پروفیسر اے ایم فاسٹر، پروفیسر ڈاکٹر ڈیو ہرسٹ اور
پروفیسر ایس ڈی مارگولیتھ جیسے مغرب کے چوٹی کے اساتذہ اسکالرز، مستشرقین و مفکرین
سے ڈاکٹر داؤد پوتہ کو فیض یاب ہونے کے مواقع میسر آئے ان سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کی
تقریریں، لیکچرز سنے۔ ان کے خیالات و نظریات سے مستفیض ہوئے۔ وہاں کے بڑے بڑے
کتب خانوں سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔

عمر بن محمد داؤد پوتہ جو اب ڈاکٹر بھی تھے۔ ستمبر ۱۹۲۷ء میں اپنے وطن واپسی کے بعد
سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی میں پرنسپل کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ کیا اللہ کی شان۔ جس
درس گاہ کے وہ کبھی طالب علم تھے بعد میں انھیں اسی عظیم تعلیمی ادارے کی سربراہی نصیب
ہوئی۔ سندھ مدرسۃ الاسلام برصغیر کا وہ تاریخی مدرسہ ہے جسے سر سید احمد خان کی تعلیمی
تحریک کے دوران جسٹس سید امیر علی کے تعاون سے سندھ کے سر سید حسن علی آفندی نے
۱۸۸۵ء میں قائم کیا تھا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح جیسی عظیم بین الاقوامی شخصیت کو
اسی درس گاہ سے میٹرک کی سند ملی تھی۔ ڈاکٹر داؤد پوتہ نے بحیثیت پرنسپل تین سال ۱۹۳۰ء
تک اسی مدرسے کی خدمات انتہائی محنت لگن اور محویت سے انجام دیں۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی عدیم
المثال، جدوجہد تدریسی، تعلیمی تربیتی و انتظامی صلاحیتوں کا نتیجہ تھا کہ سندھ مدرسۃ الاسلام کو
نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر میں امتیازی مقام حاصل ہوا۔

۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۹ء تک سر اسمٰعیل کالج اندھیری بمبئی میں عربی کے پروفیسر رہے۔

اولی حیدر آباد ۔

۱۹۳۹ء میں ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن (D.P.I) (یہ عہدہ اب ڈائرکٹر تعلیمات کے نام سے موسوم ہے) ۱۹۵۰ء میں انتہائی احترام ذیکنامی کے ساتھ اس عہدے سے سبکدوش ہوئے بمبئی کے دوران قیام ۱۹۳۸ء میں عربی فارسی، سندھی لسانیات کے "بورڈ آف اسٹڈیز" بمبئی یونیورسٹی کے نامزد فیلو Bombay University Nominated Ordinary Fellow بھی رہے ۔

سبکدوشی کے بعد سندھ پبلک سروس کمیشن کے پانچ سال (۱۹۵۰ تا ۱۹۵۵ء) اور مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن کے ایک سال (۱۹۵۵ - ۵۶ء) رکنیت کا شرف بھی حاصل رہا۔

۱۹۵۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ان ہی ایام میں اسلامی ممالک کی سیاحت وزیارت بھی کی ۔

۱۹۴۰ء میں حکومت ہند نے ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتہ کی غیر معمولی علمی تعلیمی وادبی خدمات کے اعتراف میں قدر افزائی کے طور پر انھیں "شمس العلماء" جیسے اعلیٰ خطاب مع خلعت سے نوازا ۔

علامہ ڈاکٹر داؤد پوتہ کی کوششوں سے سندھ کا سب سے بڑا علمی وقومی اشاعتی ادارہ سندھی ادبی بورڈ کراچی کا قیام عمل میں آیا ۔ اس ادارے کے تحت سہ ماہی مہران کا اجرا ہوا ۔ ڈاکٹر صاحب اس ادبی مخزن کے پہلے مدیر مسئول اور شعبۂ تصنیف وتالیف کے نگران تھے ۔

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملک وقوم بالخصوص سندھ کے مسلمانوں کی سربلندی اور وقار وعظمت کو دوبالا کرنے کی خاطر وقف تھی، شب وروز زبان وادب، علم ودانش کی ترویج واشاعت ان کی زندگی کا نصب العین تھی۔ وہ جہاں بھی رہے علمی وادبی مصروفیات کے ساتھ ساتھ مسلسل محنت وکاوش سے تعلیم وتربیت کا صحت مند ماحول پیدا کیا ۔ طلباء کی ذہنی نشوونما اور کردار واطوار کی تعمیر وتشکیل کی اساتذہ اور طلباء کے مقدس رشتے کو زیادہ سے زیادہ استوار کرنے میں بھرپور حصہ لیا ۔ کئی اعلیٰ تعلیمی ادارے اور تربیتی مراکز قائم کیے ، اسلامی تعلیم وتہذیب ، تاریخ ، معاشرت ، ثقافت

کو فروغ دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ تعلیمی اداروں میں عربی فارسی سیکھنے اور قرآن و احادیث کو سمجھنے کا رجحان عام کیا۔ مجموعی طور پر معاشرے میں قرآنی انقلاب برپا کرنے میں مثالی کردار ادا کیا۔

علامہ داؤد پوتہ متعدد علوم و فنون کے بحرِ بیکراں تھے۔ عربی، فارسی، سندھی انگریزی اور اردو زبانوں پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، تصوف، تاریخ، نحو، معانی، بیان، بدیع، فلسفہ، حکمت وغیرہ کو سمجھنے اور سمجھانے کا جیسا ادراک انھیں تھا وہ کم علماء میں پایا جاتا ہے۔

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ نے کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ۲۲ نومبر ۱۹۵۸ء/ ۱۰، ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ کو اس جہانِ رنگ و نور سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوئے۔ انھیں شاہ لطیف سے والہانہ عقیدت تھی۔ اپنے حسبِ وصیت وہ درگاہ شاہ عبداللطیفؒ بھٹ شاہ کے احاطہ میں آسودہ ہیں۔ عزیزوں، دوستوں، شاگردوں اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد نے ان کا سوگ منایا۔ عربی، فارسی، سندھی، اردو کے مقامی اور غیر مقامی شعراء نے شمس العلماء کی خدمت میں گلہائے عقیدت نچھاور کیے۔ مولانا محمد صادق رانی پوری کا ایک قطعہ تاریخِ وفات بعنوان "غریقِ رحمت دان" نذرِ قارئین ہے۔

آں عمر بن محمد عباسی — عرف داؤد پوتہ در دوران
صدر او مصدرِ علوم و فنون — بود لاریب قلزم عرفان
عالم با عمل ذکی و ذہین — شمس علماء قدوهٔ اقران
بود سلطان، علم در تحریر — در بیان بود ثانی سحبان
سندھ را گنج علم حاصل شد — از تصانیف بے شمار ازان
فاضل و متقی و ولی و خطیب — بود بے مثل بے نظیر زمان
آہ آں شیخ و مہربانِ ما — ناگہاں گشت سوئے خلد رواں

سال نقلش ز عقل طلبیدم
گفت صادق "غریقِ رحمت" دان
۱۹۵۸ء

مولانا محمد صادق رانی پوری کا یہ دوسرا قطعہ تاریخ ہے جو علامہ مرحوم کے لوحِ مزار پر

کندہ ہے۔ "فضیلت پناہ" سے سن ہجری ۱۳۷۸ھ نکلتا ہے ؎

خدایا بریں مرقد دیندار — برحمت کہ باراں، رحمت ببار
زہے شمس علماء عمر بن محمد — بداؤد پوتہ شدہ نامدار
دریغا کہ ایں خادم قوم دین — حق آگاہ و علامۂ روزگار
وے اواز دنیائے دوں ترش بود — رہ آخرت کرد زود اختیار

چناں سال تاریخ صادق نوشت
فضیلت پناہ شد بدار القرار

۱۳۷۸ھ

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ علوم و فنون کے سمندر اور قلم کے دھنی تھے ان کی تصانیف و تالیفات عربی و فارسی، سندھی اور انگریزی زبان و ادب کا سرمایہ گراں مایہ ہیں اردو سنسکرت، ترکی جرمنی اور فرانسیسی زبانوں سے بھی واقف تھے۔

علامہ داؤد پوتہ نے سندھی زبان و ادب کی ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کیا جدید سندھی ادب کے بانیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے وہ اپنے طرز خاص اور مخصوص اسلوب کے واحد نمائندہ ہیں۔ سندھی کے اصلی اور قدیم الفاظ کو فارسی و عربی کے خوبصورت و بامعنی الفاظ، محاوروں، ترکیبوں، استعاروں کے ساتھ گوندھ کر اسلوب کا ایک انمول اور نادر نمونہ تراشا ہے جس کی وجہ سے سندھی زبان اور اس کے ادب کا ایک نیا روپ نکھر آیا ہے۔ بقول سندھ کے معروف محقق، نقاد، مورخ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی۔

"ماضی قریب کے نقادوں میں ڈاکٹر داؤد پوتہ بھی بلند مقام رکھتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی اور تنقیدی کام سے بہت زیادہ اور بہت ہی اہم ہیں"[۵]

علامہ داؤد پوتہ کے سیکڑوں مضامین و مقالات الوحید کراچی، نئی زندگی کراچی، سندھ وغیرہ میں برسوں چھپتے رہے ذیل میں ان کی چند اہم سندھی کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رسالہ شاہ لطیف | شاہ لطیف کے رسالہ کی تالیف و تدوین علامہ کی ادبی مہمات میں سے ایک ہے۔ شاہ جو رسالو یعنی شاہ کا رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعرانہ عظمت

اور فکر و خیال کی معراجِ کمال کا ایک شاہکار ہے۔ اس کا ترجمہ دنیا کی کئی بڑی زبانوں میں ہو چکا ہے شاہ کے محققین، مرتبین، مترجمین اور ناقدین میں مغرب کے مستشرقین بھی ہیں اور مشرق کے شاہ شناس بھی، ان کی فہرست طویل ہے۔ ڈاکٹر ایچ ٹی سارلے، آرنسٹ ٹرمپ ڈاکٹر این میری شمل سے لے کر ڈاکٹر گربخشانی، علامہ داؤد پوتہ، ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ، اور ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل تک کے ہر دور میں شاہ کے کلام کے مختلف نسخے ایڈیٹ کیے گئے اور نئی تحقیقات و معلومات کی روشنی میں دقیع و دقیق مطالعہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں میر عبدالحسین سانگی، مرزا قلیچ بیگ، علامہ آئی آئی قاضی کے نسخے بھی بہت اہم ہیں۔

ڈاکٹر ہوسنچند مولچند گربخشانی (۱۸۸۴ء۔۱۹۴۷ء) نے کلامِ لطیف کو ناقدانہ انداز میں تصحیح تحشیہ اور تقدیم کے ساتھ تین جلدوں میں مدوّن کیا۔ پہلی جلد ۱۹۲۳ء میں دوسری ۱۹۲۴ء میں اور تیسری ۱۹۳۱ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ ان کا یہ کارنامہ خالص تحقیقی و تنقیدی ہے کالج کے زمانے میں پروفیسر گربخشانی ڈاکٹر داؤد پوتہ کے استاد تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس نسخے کی ترتیب و تدوین میں اپنے استاد کی مدد کی اور استاد کے انتقال کے بعد اس نسخے کی چوتھی جلد مزید تحقیق و جستجو کے بعد مرتب کر کے بمبئی سے شائع کی۔

ابیاتِ شاہ کریم | بیان العارفین شاہ کریم بلڑی والے کے فارسی اقوال و ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے ان کے مرید محمد رضا نے ۱۰۳۸ھ میں مرتب کیا تھا ۱۲۱۳ھ میں عبدالرحمٰن بن مملوک کاٹھ بھنی نے بیان العارفین کا فارسی سے سندھی میں ترجمہ کیا تھا۔ سندھی بیان العارفین میں شاہ کریم کے ۹۳ ابیات اور قاضن کے سات ابیات ہیں[۱۶]۔

علامہ داؤد پوتہ نے شاہ عبدالکریم بلڑی والے کے "بیان العارفین" کا ناقدانہ تجزیہ کیا جو ۱۹۲۰ء میں چھپا۔ علامہ نے شاہ کریم کے سندھی ابیات کی شرح بھی لکھی جو ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی۔ اس سے پہلے شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ نے شاہ کریم کے کلام کو "رسالہ کریمی" کے نام سے ۱۹۰۴ء میں شائع کرایا تھا۔ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی کا مرتبہ "کریم جو کلام" مبسوط مقدمہ کے ساتھ ۱۹۶۳ء میں سکھر سے منظرِ عام پر آیا۔

قاضی قاضن سیوستانی (متوفی ۹۵۸ھ) اور شاہ کریم بلڑی والے (م ۱۰۳۲ھ) دسویں صدی ہجری

کے عظیم المرتبت بزرگانِ دین اور اہم ادبی شخصیات تھے۔ شاہ کریم حضرت غوث الحق مخدوم حضرت نوح سرور ہالائی جیسے یکتائے عصر شیخِ طریقت، مفسرِ قرآن عالمِ دین اور برصغیر میں قرآن حکیم کے پہلے مترجم کے خلیفہ خاص تھے۔ شاہ کریم حضرت شاہ لطیف کے پر دادا تھے۔ شاہ کریم کے کلام کے اثرات سندھی ادب پر اتنے گہرے مرتب ہوئے کہ افکارِ شاہ لطیف پر اس کا پرتو موجود ہے۔ قاضی قاضن سلوک و معرفت میں فضیلت کے علاوہ متعدد علوم و فنون پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ مرزا شاہ حسن کے عہد میں سکھر کے قاضی بھی رہے۔

ابیاتِ سندھی | سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمانؒ $\frac{1125}{1712}$ – $\frac{1188ھ}{1774ء}$ لواری شریف کے سلسلۂ نقشبندیہ کے برگزیدہ صاحب علم و عرفان تھے۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ جیسے عظیم المرتبت صوفی شاعر ان کے ہاتھوں شرفِ بیعت کی خواہش رکھتے تھے۔ لیکن حضرت خواجہ محمد زمانؒ نقشبندیہ مسلک کے بزرگ تھے۔ اس لیے انھوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن خواجہ صاحب کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے۔ شیخ عبدالرحیم گرھوڑی خواجہ محمد زمانؒ کے خاص مرید اور خلیفہ تھے انھوں نے تصوف سے متعلق خواجہ صاحب کے ۸۵ ابیاتِ سندھی کی عربی میں شرح لکھی، علامہ داؤد پوتہ نے عربی شرح کو سندھی میں منتقل کیا۔ یہ "ابیاتِ سندھی" کے نام سے شائع ہوا۔ ابیاتِ سندھی کا ایک جدید ایڈیشن مرتب کردہ ممتاز مرزا، محمد آدم اسحاقانی کے اردو ترجمے کے ساتھ دادا بھائی فاؤنڈیشن کراچی نے شائع کیا۔ سالِ اشاعت ۱۹۸۵ء۔

علامہ داؤد پوتہ نے شیخ عبدالرحیم گرھوڑی کے "سندھی کلام" کی بھی تدوین کی جو ۱۹۵۷ء میں سندھی ادبی سوسائٹی کراچی کی جانب سے اشاعت پذیر ہوا۔

خود نوشت | علامہ داؤد پوتہ کی خود نوشت سوانح حیات (مطبوعہ سندھی ادبی سوسائٹی کراچی یونیورسٹی ۱۹۵۹ء) سندھی ادب میں ایک خوشگوار اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ خود نوشت پہلے ماہنامہ نئی زندگی (سندھی) کراچی میں قسط وار چھپی۔ اس خود نوشت میں ان کے حالاتِ زندگی کے علاوہ ان کے ایامِ طالب علمی کے اہم واقعات بھی درج ہیں۔ تحریکِ آزادی کے پس منظر میں قومی و ملی تحریکات اور سیاسی عوامل و محرکات سے متعلق معلومات بھی ملتی ہیں۔

سُہرا ہا گل اور دیگر مجموعہ ہائے منظومات علامہ داؤد پوتہ کا شعری ذوق بہت عمدہ تھا انھوں نے سندھی نعتوں اور قومی و ملی نظموں کا ایک نہایت خوبصورت و دلکش گلدستہ مرتب کیا تھا جو ان کے مبسوط مقدمہ کے ساتھ "سرہا گل" (خوشبو سے معمور) کے نام سے ۱۹۳۲ء میں منظر عام پر آیا۔

بمبئی یونیورسٹی کی نصابی ضرورت کے پیش نظر علامہ نے سندھی نظم و نثر کے کئی انتخابات ترتیب دیئے اس قسم کے انتخابات ۱۹۴۰ء، ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۸ء وغیرہ میں چھپ چکے ہیں۔ سندھی منظومات کا ایک ضخیم مجموعہ ۱۹۷۸ء میں بھٹ شاہ ثقافتی مرکز حیدرآباد کے زیر اہتمام بھی منظر عام پر آچکا ہے۔

سندھی ادبی بورڈ اور سندھی ادبی سوسائٹی کراچی کے منصوبہ جات کے تحت علامہ نے جن کتابوں کی تصحیح و تدوین کی تحشیہ و مقدمہ لکھا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

مقدمہ ابن خلدون، مرشد المبتدی حصہ سوم، ینابیع الحیواۃ الابدیہ، ابن سینا کی کتاب النجات، رسالہ غلام محمد خان زئی، شاہ کا رسالہ وغیرہ۔

تواریخ سندھ کی تدوین علامہ داؤد پوتہ کو تواریخ سے بھی خاص شغف تھا۔ فارسی کی دو مشہور تواریخ (۱) چچ نامہ، مطبوعہ ۱۹۳۹ء اور (۲) تاریخ معصومی مطبوعہ ۱۹۳۸ء کو انھوں نے تعلیقات، حواشی اور اشاریے کے ساتھ مدون کیا۔ ان کا غیر معمولی کام ان کی فارسی دانی و تاریخ شناسی کا مظہر ہے۔

چچ نامہ قاضی اسماعیل بن علی الشفقی کے خاندان کی عربی کتاب "منہاج المسالک" کا فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۶۱۳ھ میں وادی ٹھہران کے ممتاز شاعر، فارسی کے عالم علی بن حامد ابوبکر کوفی نے کیا تھا۔ وہ سندھ اور ملتان کے حاکم ناصر الدین قباچہ کے عہد میں گزرا ہے چچ نامہ سندھ کی پہلی بنیادی تاریخ ہے۔ سندھ میں فارسی زبان کی سب سے پہلی تصنیف بھی ہے۔

تاریخ معصومی، میر معصوم شاہ بکھری المتخلص بہ نامی (۹۴۴-۱۰۱۹ھ) کی فارسی تصنیف ہے۔ انہیں عہد اکبری کے ارباب علم و فضل میں بہت بلند درجہ حاصل تھا۔ وہ صرف نامور مورخ ہی نہ تھے۔ فارسی کے صاحب دیوان شاعر، انشاء پرداز، ماہر طب،

جہاں دیدہ سیاح، خوشخط کتبہ نویس اور بہادر سپاہی بھی تھے۔ فارسی کی متعدد تصانیف ان کی لافانی یادگار ہیں۔

تاریخِ معصومی، چچ نامہ کے بعد سندھ کی مستند تاریخ ہے جس میں عربوں کی فتوحات اور سندھ میں اسلامی عہد کے تاریخی واقعات درج ہیں۔ بعد کے مؤرخین نے معصوم شاہ کی اسی تاریخ سے استفادہ کیا ہے۔ تاریخِ طاہری، بیگلر نامہ، ترخان نامہ اور تحفۃ الکرام کا اساسی مآخذ بھی تاریخ معصومی ہے۔

تاریخ معصومی کا اردو ترجمہ اختر رضوی نے کیا اور یہ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی تصحیح و حواشی کے ساتھ سندھی ادبی بورڈ کراچی کے زیرِ اہتمام ۱۹۵۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔

علامہ داؤد پوتہ کی تالیفات و ترتیبات میں سے عربی و فارسی کی چند مطبوعہ کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

عربی، فارسی

مرشد المبتدی (دو حصوں میں)	۱۹۳۱ء
مجموعہ النثر والنظم	۱۹۳۲ء
روائع بوستان (منتخبات)	۱۹۳۴ء
عیارِ دانش ابوالفضل	۱۹۳۴ء
منہاج العاشقین	۱۹۳۴ء
انتخاباتِ نظم و نثر فارسی	۱۹۳۶ء
سفرنامہ ناصر خسرو	۱۹۳۸ء
قطعات ابن یمین	۱۹۳۸ء
روشنائی نامہ اور ناصر خسرو	۱۹۳۸ء
مدارج قرآئت العربیہ (تین جلدیں)	۱۹۵۰ء
آغاز فارسی (چار جلدیں)	۱۹۵۱ء

آباد

دوس العربیہ (چار جلدیں) ۱۹۵۴ء

لغات حافظ۔ سیاست نامہ نظام الملک

انگریزی تصنیف، تالیف، ترجمہ

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصنیفات۔ تالیفات سندھی، فارسی۔ عربی کے علاوہ انگریزی میں بھی ہیں[۱۱] وہ ان زبانوں کے مزاج داں اور کے علم و فن سے خوب آشنا تھے۔ انھیں ترجمہ کے فن میں بے پناہ دسترس تھی ان کے تراجم نہایت صاف، سلیس اور رواں ہیں جو ان کے علمی ادراک و افہام کے آئینہ دار ہیں۔

The Influence of Arabic Poetry on Persian Poetry مطبوعہ ۱۹۳۷ء

عربی شاعری کا فارسی شاعری پر اثر: اس عنوان سے پروفیسر دائی ایس طاہر علی مرحوم سابق صدر شعبہ عربی جامعہ سندھ نے اس کتاب کا اردو میں مکمل ترجمہ کیا جو بالاقساط ماہنامہ الولی (زیر ادارت علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی) شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ شائع ہو چکا ہے۔ اب یہ ترجمہ کتابی صورت میں احمد شیخ کے زیر نگرانی زیب ادبی مرکز حیدرآباد سے عنقریب شائع ہوگا۔ راقم کو اردو ترجمہ پر نظر ثانی کا شرف حاصل ہے۔

علاوہ ازیں علامہ داؤد پوتہ کی چند انگریزی کتابوں کے نام یہ ہیں:

تالیف: عربی ادب و تمدن اندلس میں

سروے آف ماس ایجوکیشن ۱۹۳۷ء

ترجمہ: طیبات سعدی مطبوعہ ۱۹۴۳ء

مقدمہ ابن خلدون

تاریخ حمزہ الاصفہانی (ایک باب)

یدرآباد

دروس العربیہ (چار جلدیں) ۱۹۵۳ء

نفحات حافظ۔ سیاست نامہ نظام الملک۔

انگریزی تصنیف، تالیف، ترجمہ

شمس العلماء علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داود پوتہ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصنیفات، تالیفات تراجم سندھی، فارسی، عربی کے علاوہ انگریزی میں بھی ہیں[۱] وہ ان زبانوں کے مزاج دان اور ان کے علم و فن سے خوب آشنا تھے۔ انھیں ترجمہ کے فن میں بے پناہ دسترس تھی ان کے تراجم نہایت صاف، سلیس اور رواں ہیں جو ان کے علمی ادراک و انہماک کے آئینہ دار ہیں۔

The Influence of Arabic Poetry on Persian Poetry مطبوعہ ۱۹۳۷ء

عربی شاعری کا فارسی شاعری پر اثر: اس عنوان سے پروفیسر وائی ایس طاہر علی مرحوم سابق صدر شعبہ عربی جامعہ سندھ نے اس کتاب کا اردو میں مکمل ترجمہ کیا جو بالاقساط ماہنامہ الولی (زیر ادارت علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی) شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ شائع ہو چکا ہے۔ اب یہ ترجمہ کتابی صورت میں احمد شیخ کے زیر نگرانی زیب ادبی مرکز حیدرآباد سے عنقریب شائع ہوگا۔ راقم کو اردو ترجمہ پر نظر ثانی کا شرف حاصل ہے۔

علاوہ ازیں علامہ داؤد پوتہ کی چند انگریزی کتابوں کے نام یہ ہیں:

تالیف: عربی ادب و تمدن اندلس میں

سروے آف ماس ایجوکیشن ۱۹۳۷ء

ترجمہ: طیبات سعدی مطبوعہ ۱۹۴۳ء

مقدمہ ابن خلدون

تاریخ حمزہ الاصفہانی (ایک باب)

حواشی

۱؎ شمس العلماء، ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوٹہ جی زندگی ء جون مختلف منزلون، عبدالرحمٰن نگھیو ص ۲۰۳ مشمولہ عالمن جو آفتاب، مرتبہ خدیجہ بیگم، شمس العلماء داؤد پوٹہ، شائع کردہ، سندھی ادبی سوسائٹی کراچی

راقم علمی و دینی شخصیت مولانا محمد حسین شاہ سجاولی کا تہہ دل سے شکر گزار ہے کہ ان کے پُرخلوص تعاون کی بناء پر نہ صرف مذکورہ بالا کتاب بلکہ بعض دیگر مطلوبہ سندھی کتب سے بھی استفادے کی سعادت حاصل ہوئی۔

۲؎ پروفیسر ایڈورڈ براؤن وہ مشہور مستشرق تھے جو فارسی ادب اور اس کی تاریخ پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے بھی ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوٹہ کے مقالہ "عربی شاعری کا فارسی شاعری پر اثر" کو بہت سراہا۔ ایڈورڈ براؤن "تاریخ ادبیاتِ ایران" کے مصنف تھے۔ اس کتاب کی پہلی جلد کا اردو ترجمہ سید سجاد حسین نے کیا جو ۱۹۳۲ء میں بابائے اردو عبدالحق کے دیباچے کے ساتھ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن) کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ براؤن کی اس کتاب کے ایک حصے کا اردو ترجمہ محمد داؤد رہبر نے بھی کیا جو ۱۹۴۹ء میں بابائے اردو کے زیر نگرانی انجمن ترقی اردو پاکستان کے تحت اشاعت پذیر ہوا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں یہ انجمن کی شائع کردہ سب سے پہلی کتاب ہے۔

۳؎ علامہ داؤد پوٹہ کے سوانحی کوائف اور سنین ان کی بیگم محترمہ خدیجہ کی مرتب کردہ کتاب عالمن جو آفتاب ان کے قریبی دوست مولانا عبدالواحد سندھی کے مقالہ مطبوعہ ماہنامہ نظہار کراچی نومبر ۱۹۸۱ء اور پیر علی محمد راشدی کے مضمون بعنوان "ڈاکٹر داؤد پوتو" مشمولہ ماگ پینا ابیل مرتبہ پیر حسام الدین راشدی مطبوعہ پاکستان پبلی کیشن کراچی - ۱۹۶ء سے ماخوذ ہیں۔

۴؎ ملاحظہ ہو عقیدت جا سہرا گل مشمولہ عالمن جو آفتاب ص ۲۰۹ تا ۳۰۵ -